السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

میں اپنے بچوں میں اندیشہ فساد کے پیش نظر اپنی جائیداد کو خود تقسیم کردینا چاہتا ہوں ،کیا شرعاً مجھے ایسا کرنے کا حق ہے اگر ایسا کو سکتا ہوں تو یہ تقسیم کس شرح سے ہوگی؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

اللہ تعالیٰ نے انسان کو شریعت کے دائرہ میں رہتے ہوئے خود مختار بنایا ہے ۔جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو جیسے چاہے استعمال کرے ،مال وجائیداد بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے ۔اس میں بھی اسے اپنی مرضی سے جائز تصرف کا حق ہے ۔اس بنا پر اپنی زندگی میں اپنے مال کو اپنی اولاد میں تقسیم کرسکتا ہے اور جتنا چاہے اپنے لئے بھی رکھ سکتا ہے ،چنانچہ حدیث میں ہے ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''ہر انسان اپنے مال میں تصرف کرنے کا زیادہ حق رکھتا ہے ۔وہ اسے جہاں چاہے جیسے چاہے استعمال کرسکتا ہے ۔'' [بیہقی ،ص:۷۸،ج ۶]

لیکن زندگی میں یہ تقسیم ضابطہ میراث کے مطابق نہیں ہوگی کیونکہ وراثت غیر اختیاری طور پر حق ملکیت اس کے ورثاء کی طرف منتقل ہونے کا نام ہے جبکہ یہ تقسیم اپنی زندگی اپنے اختیار اور ارادہ سے کی جارہی ہے ۔ہاں یہ عطیہ کی ایک شکل ہے جس میں لڑکے اور لڑکی کا لحاظ کئے بغیر اپنی اولاد میں مساویانہ طور پر مال تقسیم کرنا ہوتا ہے ۔امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں ایک باب یوں قائم کیا ہے ''باب الھبة للولد ''یعنی اولاد کو ہبہ کرنے کا بیان ،امام بخاری رحمہ اللہ اس کے تحت لکھتے ہیں:

اگر باپ اپنی اولاد میں کسی کو کچھ دیتا ہے تو اسے جائز قرار نہیں دیا جائے گا تا آنکہ وہ عدل وانصاف سے کام لیتے ہوئے دوسروں کو بھی اس کے برابر حصہ دے ۔اس کے بعد امام بخاری رحمہ اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فرمان بطور دلیل پیش کیا ہے ۔

''عطیہ دیتے وقت اپنی اولاد کے درمیان عدل وانصاف سے کام لیا کرو۔'' [صحیح بخاری ،الھبہ ۱۲]

اس سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسب ذیل فرمان ایک فیصلہ کن حیثیت رکھتا ہے ۔''عطیہ دیتے وقت اپنی اولاد کے درمیان برابری کیا کرو۔اگر (کسی کمزوری کے پیش نظر) میں کسی کو زیادہ چاہتا تو عورتیں اس بات کی زیادہ حقدار ہیں کہ انہیں دوسروں سے زیادہ دیا جائے ۔'' [بیہقی ،ص:۱۷۷،ج ۶]

ارشاد نبوی کے پیش نظر زندگی میں اپنی جائیداد تقسیم کرتے وقت مساوات کو سامنے رکھنا ہوگا ۔ہاں ،اگر اولاد میں کوئی معذور ،اپاہج یا مفلوک الحال ہے تو باپ کو حق ہے کہ اسے دوسروں سے زیادہ دے ،تاہم اس کے لئے معقول وجہ کا ہونا ضروری ہے ۔[واللہ اعلم]

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد:2 صفحہ:273